دروسِ حدیث میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کے منہج واسلوب کا تحقیقی جائزہ

The Research study of Dr. Sher Ali shah Madni's methodology and style in Hadees teaching.

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی[1]

بخت شید[2]

Abstract:

Maulana Dr Sher Ali Shah was the greatest scholar and professor of Islamic university Darululoom Haqaniya Akora Khatak. He was the most experienced, the great Muhaddis, promising politician, versatile scholar and gifted writer. His service for the Pakistan cannot be neglected and his followers and students are in every part of this country and they are serving in various religious institution of entire country.
He taught Hadis and spread the knowledge of Ahadis in aforementioned institution .His teaching method of Ahadis was extraordinary. In this article we will elaborate his teaching methodology and characteristics of his teaching approach.

***Keywords**: Dr Sher Ali Shah, Hadees, Muhaddis, Teaching methodology*

تمہید:

دینِ اسلام کی خدمت کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے ابتدائے آفرینش سے جو صورتیں پیدا فرمائی ہیں، اور ابنائے اسلام نے جس طرح اس دینِ متین کی حفاظت واشاعت کا فریضہ سرانجام دیا ہے، تاریخ اقوام میں اس کی نظیر نہیں ملتی، اس دینِ حنیف کی آب یاری اور اس کی حفاظت واشاعت کی سعادت روئے زمین کے مختلف خطوں، مختلف رنگ ونسل اور مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والی ہستیوں کی قسمت میں آئی ہے۔

1 ڈائریکٹر سیرت چیئر / صدر شعبہ قرآن وسنہ، کلیہ معارفِ اسلامیہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی
2 ایم فل سکالر، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی۔

ان لوگوں میں سے قرآن وسنت کے شارح اور مختلف دینی اور عصری علوم میں ید طولیٰ رکھنے والی ایک شخصیت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کی ہے، جو قرآن وسنت کی حفاظت واشاعت کا عظیم مشغلہ تادم حیات جاری رکھتے ہوئے اس حدیث کے مصداق ٹھہرے: نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها وحفظها وبلغها[1] اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز وشاداب رکھے جو میری بات (حدیث) کو سن کر خوب یاد اور محفوظ کرے پھر اس کو دوسروں تک پہنچائے۔

مختصر تعارف:

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ 31 دسمبر 1930ء کو خیبر پختونخوا کے مشہور علمی علاقے اکوڑہ خٹک میں سادات کے علمی اور مذہبی خاندان میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام مولانا سید قدرت شاہؒ، دادا کا نام مولانا سید عنبر شاہ اور پردادا کا نام مولانا سید میروس شاہ ہے۔[2] مولانا شیر علی شاہؒ 30 اکتوبر 2015ء کو اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔

مولانا شیر علی شاہؒ کے خاندان نے نسلاً بعد نسل دینی وملی خدمات انجام دی ہیں، آپؒ کے پردادا مولانا سید میروس شاہؒ نے مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کی معیت میں سکھوں کے ظلم وجبر کے خلاف بھرپور تحریک چلائی، اس تحریک کی پاداش میں سکھوں نے آپؒ کے گھر اور کتب خانے کو نذرِ آتش کیا مگر خوش قسمتی سے آپؒ بذاتِ خود بچ گئے۔[3]

مولانا شیر علی شاہؒ کے دادا مولانا سید عنبر شاہؒ بھی بلند پایہ عالم تھے اور مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے، آپؒ نے عرصہ دراز تک عربی گرامر، فقہ، اصولِ فقہ اور علم میراث کی تدریس کی۔[4]

آپؒ کے والد ماجد مولانا سید قدرت شاہؒ کی خدمات کا بھی ایک طویل سلسلہ ہے، آپؒ نے امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ مجلس احرار اسلام[5] میں بھی خدمات انجام دیں، اور اس ضمن میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ نیز علامہ عنایت اللہ مشرقی[6] کی خاکسار تحریک کے باطل عقائد ونظریات سے عوام الناس کو خبردار کیا اور حکمت وبصیرت کے ساتھ اس فتنے کے قلع قمع کرنے میں کامیاب ہو کر عوام کے عقائد ونظریات کے تحفظ میں کامیاب ہوئے۔[7]

تعلیم وتربیت:

مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد مولانا قدرت شاہ سے حاصل کی[8]، آپ کے والد فارسی زبان میں بڑی مہارت رکھتے تھے چنانچہ آپ نے فارسی کی ابتدائی کتب (پنج گنج، گلستان، بستان اور زلیخا) اپنے والد سے پڑھیں، جبکہ علم فقہ میں "منیۃ المصلی" اور "مختصر القدوری" بھی آپ ہی سے پڑھیں۔[9]

اس کے بعد آپ نے پرائمری تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے قائم کردہ مدرسہ انجمن تعلیم القرآن پرائمری سکول میں حاصل کی۔ اس ادارے میں آپ نے مبادیاتِ اسلام، حساب، جغرافیہ اور دیگر مروج علوم وفنون سے خوب واقفیت حاصل کی۔ پرائمری سے فراغت کے بعد آپ نے اسی مدرسے کے شعبہ عربی میں داخلہ لیا، جہاں آپؒ نے علم الصرف میں "صرف بہائی" سے "فصول اکبری" تک اور علم نحو میں "نحو میر"، "کافیہ" اور "شرح جامی" تک کی کتابیں پڑھیں۔[10]

مولانا شیر علی شاہؒ نے 1366ھ کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا، جہاں آپ نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور دیگر اہلِ علم حضرات سے مختلف علوم وفنون حاصل کئے۔ دورہ حدیث میں بخاری شریف، ترمذی اور سنن ابی داؤد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے، صحیح مسلم مولانا عبدالحلیم زروبویؒ سے اور باقی کتابیں مولانا عبدالغفور سواتیؒ سے پڑھیں۔[11] یکم رمضان 1373ھ کو سند فراغت حاصل کی۔[12]

اس کے علاوہ آپ نے علم حدیث کے حصول کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور کا بھی سفر کیا، جہاں مولانا ادریس کاندھلویؒ، مفتی محمد حسن رحمہ اللہ اور دیگر اکابر علوم حدیث پڑھا رہے تھے۔ وہاں پر آپؒ نے بخاری شریف کی کتاب الایمان، کتاب العلم اور سنن ترمذی کی کتاب الطہارۃ شیخ الحدیث مولانا ادریس کاندھلوی سے پڑھی جبکہ سنن ابوداؤد کا کچھ حصہ آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب بانی دارالعلوم اشرفیہ سے پڑھا۔[13]

اگست 1950ء بمطابق شوال 1369ھ کو مولانا شیر علی شاہؒ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی گئے جہاں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے ملا حسن، مطول اور تفسیر قرآن مجید پڑھ لی۔ اور 1378ھ کو شیرانوالہ گیٹ لاہور میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے دورہ تفسیر میں شرکت کرکے آپ سے مستفید ہوئے۔ اس کے بعد حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے ہاں دورہ تفسیر میں شرکت کرکے آپ سے کسب فیض کیا۔[14]

مولانا شیر علی شاہؒ نے 1954ء کو پشاور یونیورسٹی میں مولوی فاضل کے لئے داخلہ لیا اور اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی، پھر اسی یونیورسٹی سے منشی فاضل کے لئے داخلہ لیا اور اس میں بھی اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوئے۔[15]

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں تدریس:

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد ایک سال تک سرکاری سکول میں عربک ٹیچر کے عہدے پر رہنے کے بعد آپ کے استاد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں آپ کا تقرر بطور مدرس فرمایا۔[16] یہاں آپ نے علمی کاموں

میں مولانا عبد الحقؒ کی معاونت کے ساتھ ساتھ تقریباً اٹھارہ سال تک مختلف علوم وفنون کی مندرجہ ذیل کتب پڑھائیں: علم نحو میں نحو میر، ہدایۃ النحو، کافیہ اور شرح جامی، علم الصرف میں صرف بہائی، علم الصیغہ اور فصولِ اکبری، اصولِ فقہ میں اصول الشاشی، نور الانوار اور حسامی، علمِ منطق میں مرقات، قطبی اور سلم العلوم، علم ادب کی متداول کتب، تفسیر جلالین، احادیث میں مشکوٰۃ المصابیح، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، شمائل ترمذی، موطا امام مالکؒ اور موطا امام محمدؒ وغیرہ۔[17]

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ:

رمضان 1972ء کو آپ نے مدینہ منورہ کے علمی درسگاہ جامعہ اسلامیہ میں داخلہ لینے کے لئے درخواست بھجوا دی، جسے منظور کیا گیا باوجودیکہ آپ کی عمر مقررہ حد سے متجاوز تھی مگر آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کو دیکھ کر انتظامیہ نے آپ کو کلیۃ الشرعیۃ میں داخلہ دے دیا۔[18] آپ نے کلیہ شرعیہ سے 1397ھ بمطابق 1977ء کو عالیہ اور 1403ھ بمطابق 1983ء کو عالمیہ کی سند حاصل کی۔[19]

دیارِ حبیب کی محبت اور علمی پیاس نے آپ کو وطن واپس آنے نہیں دیا، چنانچہ عالیہ سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ میں دکتوراہ (پی ایچ ڈی) کے داخلوں کا اعلان ہوا اور مولانا شیر علی شاہؒ نے پی ایچ ڈی میں داخلہ کے لئے امتحان دیا، جس میں آپؒ کامیاب قرار پائے اور آپؒ کو داخلہ دیا گیا۔ پی ایچ ڈی میں آپؒ نے تفسیر حسن بصریؒ پر تحقیقی کام کیا اور اس طرح یہ تفسیر صدیوں بعد منظر عام پر آگئی۔ آپؒ کے دکتوراہ کا مناقشہ مسلسل پانچ گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں ممتحنین نے آپ کو پہلی پوزیشن کا مستحق قرار دیکر گولڈ میڈلسٹ کے اعزاز سے نوازا، یہ جامعہ اسلامیہ کی تاریخ میں ایک نمایاں اور مثالی و تاریخی مناقشہ قرار پایا۔[20]

سرزمینِ حجاز میں دعوتی و تدریسی خدمات:

آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں طالب علمی کے دوران سعودی حکومت کی اجازت سے مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ میں ڈھائی سال تک قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔[21] دکتوراہ کے دوران چار سال تک آپ سعودی حکومت کی طرف سے بحیثیتِ مندوب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔[22]

ڈاکٹریٹ کے بعد پاکستانی مدارس میں خدمات:

دکتوراہ مکمل کرنے کے بعد شئون الدعوۃ کے وزیر شیخ احمد زہرانی نے وزارتِ عدل میں بحیثیتِ ترجمان آپ کی تعیناتی کروادی، مگر آپ اس پر مطمئن نہ تھے، چنانچہ 1408ھ میں آپ کی خواہش کے مطابق فریضۂ تدریس کی ادائیگی کے لئے

سعودی حکومت نے آپ کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں بحیثیتِ مدرس مبعوث کیا۔[23] جامعہ دارالعلوم کراچی میں ایک سال تک تدریس کی خدمات انجام دینے کے بعد سعودی حکومت نے 16 صفر 1409ھ کو آپ کا تبادلہ جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی میں کروایا۔[24] کچھ عرصہ تک وہاں پر تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد سعودی سفیر نے دارالعلوم منبع العلوم میرانشاہ میں آپ کی تعیناتی کروادی۔ جہاں آپ کئی سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ شوال 1417ھ میں مولانا سمیع الحق صاحب کی کاوشوں کے نتیجے میں آپ کی واپسی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ہوئی، اور تادمِ حیات اس مرکزِ علم وعرفان میں قرآن وسنت کی بہاریں پھیلاتے رہے۔

مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ نے اپنی نصف صدی تدریسی زندگی میں درسِ نظامی کی تقریباً ساری کتابیں پڑھائیں، زندگی کے آخری بیس سال میں اپنی ساری توجہ قرآن وحدیث کی تدریس اور نشرواشاعت کی طرف مبذول کرائی، چنانچہ ان آخری سالوں میں تقریباً ہر سال مدارسِ دینیہ کے سالانہ چھٹیوں کے دوران تفسیری دورے پڑھانے کا معمول رہا، اور تعلیمی سال کے دوران احادیث کی تدریس کرتے رہے، آپؒ نے منبع العلوم میران شاہ میں بھی کتبِ احادیث کی تدریس جاری رکھی اور دارالعلوم حقانیہ کی طرف تبادلہ ہونے کے بعد یہاں بھی انیس (19) سال تک دیگر کتب کے علاوہ بخاری وترمذی پڑھاتے رہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق آپؒ کی حدیثی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> تقریباً انیس (19) سال تک وہ دارالعلوم حقانیہ کے مسندِ دورہ حدیث شریف کی زینت بن کر ہزاروں طلباء کو سیراب کرتے رہے۔[25]

نیز حدیثی خدمات کے حوالے سے آپؒ کا ایک اور نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ آپؒ نے دارالعلوم حقانیہ میں پہلی مرتبہ عرب یونیورسٹیوں اور مدارس کے طرز پر تخصص فی الحدیث کے شعبے کا اجراء کیا، اور نہایت ذوق وشوق اور محنت سے اس سلسلے کو جاری رکھا، جہاں پر آپؒ درسِ نظامی کے فضلا کو علوم الحدیث، اسماء الرجال اور دیگر متعلقہ علوم وفنون پڑھاتے رہے۔ آپؒ کے ہاں تخصص فی الحدیث میں مندرجہ ذیل بنیادی کتابیں شاملِ نصاب تھیں:

1۔ الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي

2۔ قواعد التحديث للشيخ جمال الدين القاسمي

3۔ الإسرائيليات والموضوعات في كتب التفسير لمحمد بن محمد أبي شهبة

4۔ فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي وللامام السخاوي

5۔ كتاب أصول التخريج و دراسة الأسانيد للدكتور محمود الطحان

6۔ علم الحديث لشيخ الإسلام ابن تيمية

7۔ الباحث الحثيث للشيخ أحمد شاكر

8۔ علوم الحديث للدكتور صبحي الصالح[26]

جامعہ عثمانیہ پشاور کے مہتمم مولانا مفتی غلام الرحمٰن تخصص فی الحدیث اور مولانا شیر علی شاہؒ کے علمی مقام و تبحرِ علمی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> اگرچہ درس نظامی کے جملہ فنون پر آپ کو عبور حاصل ہے اور ہر فن کی اہم کتابیں آپ نے بار بار پڑھائیں تاہم میرے اندازے کے مطابق تین علوم سے آپ کو دلی شغف رہا:
>
> الف۔ قرآنی علوم سے آپ کو گہرا رابطہ رہا، چنانچہ ماجستیر اور دکتورہ میں تفسیر پر کام آپ کے دلی لگاؤ کا بین ثبوت ہے۔ رمضان المبارک میں چھٹیوں کے موقع پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے علاوہ پشاور اور میران شاہ میں کئی بار آپ نے دورۂ تفسیر پڑھایا۔
>
> ب۔ دوسرا اہم فن جس میں آپ "امام" کا لقب پانے کے حق دار ہیں وہ ادب عربی ہے۔ اگرچہ آپ پندرہ سال سے زائد عرصہ دارالہجرہ میں مقیم رہے اور عالم عرب کے بڑے بڑے شیوخ سے استفادہ کیا اور کئی عرب علماء کے لیے مرجع رہے اور لغت عامیہ یا جدید عربی کا بہت مطالعہ کیا، لیکن اس سے پہلے آپ کا ادب عربی سے گہرا تعلق رہا۔
>
> ج۔ تیسرا اہم فن جس سے آپ کی گہری مناسبت اور طبعی ذوق پر دارالعلوم حقانیہ کا دارالحدیث گواہ ہے آپ کئی سالوں سے علوم حدیث کو زندگی دے چکے ہیں۔ بخاری اور ترمذی جیسی اہم کتابیں ہمہ وقت آپ کے درس میں رہتی ہیں بلکہ دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تخصص فی الحدیث کے حوالہ سے آپ علوم حدیث کے لیے ماہرین تیار کر رہے ہیں۔[27]

خلاصہ یہ کہ مولانا شیر علی شاہؒ کو علوم الحدیث سے خصوصی شغف رہا اور آپؒ نے اپنی زندگی کا معتدبہ حصہ احادیث طیبہ کی تدریس میں صرف کیا، اور آخری عمر میں اسی مشغلے کو ہی اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔

مولانا شیر علی شاہؒ کی تصانیف اور مطبوعہ محاضرات و دروس:

میدانِ تدریس کے مایہ ناز شہسوار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک بہترین صاحبِ قلم بھی تھے، چنانچہ آپ نے کئی علمی و تحقیقی کتب تالیف فرمائی ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مکانۃ اللحیۃ فی الاسلام 2۔ تفسیر سورہ کہف (ایک جلد) 3۔ تفسیر حسن بصری (تین جلد)

4۔ زبدۃ القرآن 5۔ زاد المنتھی شرح جامع الترمذی

اس کے علاوہ آپ کے دروس و محاضرات بھی آپ کے شاگردوں نے قلمبند کر کے شائع کروایے ہیں، جن میں سے چند اہم مطبوعہ کتب مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ ما قال استاذی علی اصول الشاشی 2۔ تقریر المدنی علی جامع الترمذی

3۔ گنجینۂ علم و عرفان 4۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب کی درسگاہ میں

5۔ امام ابو حنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ 6۔ مقدمہ اصول تفسیر

7۔ سراج النحو شرح ہدایۃ النحو

ان کے علاوہ آپؒ کے افادات پر مشتمل کچھ کتابیں ابھی زیر طباعت ہیں۔ تاہم درس حدیث میں آپؒ کے منہج و اسلوب پر تاحال کوئی کام منظر عام پر نہیں آیا، اس لئے اس آرٹیکل میں آپؒ کے منہج و اسلوب کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

دروسِ حدیث میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کا منہج واسلوب:

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ "جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک" کے دراساتِ علیا میں طویل عرصہ تک احادیث کے استاد رہے، آپؒ ایک کہنہ مشق مدرس، محدث، ممتاز عالم دین اور صاحب قلم ادیب تھے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ ایک تجربہ کار مدرس اور مایہ ناز محدث تھے۔ آپؒ اپنی خداداد علمی صلاحیت اور بہترین اندازِ تدریس کی وجہ سے طلبہ کا مرجع بنے ہوئے تھے۔ احادیث کی تدریس میں آپؒ کے منہج کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1۔ طلباء کی اخلاقی تربیت:

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ صرف الفاظ پڑھانے اور احادیث کے فنی مباحث پر اکتفاء نہیں فرماتے تھے بلکہ احادیثِ مبارکہ کے مغز اور مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے طلباء کرام کی تربیت پر بھی پوری توجہ دیتے تھے، اگر کسی شاگرد سے شریعتِ مطہرہ کے خلاف کوئی عمل سرزد ہو جاتا تو اس کو نصیحت فرما کر سمجھاتے اور آئندہ اس سے اجتناب کی تلقین فرماتے۔ آپؒ اپنے شاگردوں کو جن آداب اور اصول اپنانے کی ترغیب دیتے ان کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ اخلاصِ نیت 2۔ گناہوں اور نافرمانیوں سے اجتناب 3۔ اساتذہ کا ادب واحترام 4۔ خدمت

5۔ محنت و لگن 6۔ کثرتِ مطالعہ 7۔ سیرت و کردار کی درستگی 8۔ لب ولہجہ کی اصلاح

9۔ عربی لغت میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنا[28]

2۔ زیرِ تدریس کتاب کے منہج و خصوصیات کا بیان:

ہر کتاب کا اپنا مخصوص منہج و اسلوب ہوتا ہے جس کے معلوم ہونے سے کتاب کے مباحث سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ احادیث پڑھانے سے پہلے متعلقہ کتاب کا منہج و اسلوب اور خصوصیات واضح فرماتے۔ مثلاً سنن ترمذی پڑھاتے وقت فرماتے کہ امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب جامع الترمذی میں نہایت عمدہ اور بہترین اسلوب اختیار فرمایا ہے، اس کتاب میں احادیثِ مکررہ بہت کم ہیں، احناف کے استدلالات کے لئے بہت عمدہ اور مفید کتاب ہے۔ امام ترمذی نے اپنی کتاب میں بہت عمدہ منہج اختیار فرمایا ہے، اس منہج اور اسلوب کی چند امتیازی خصوصیات یہ ہیں:

(1) حدیث نقل کرنے کے بعد "وَفِي الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ" کے الفاظ سے حدیث کے باقی طرق کو انتہائی لطیف انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

(2) حدیث کے بارے میں اہل علم کے عمل کی وضاحت کرتے ہیں۔

(3) حدیث کے راویوں کے مقام و مرتبے کے لحاظ سے حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگاتے ہیں۔

(4) فقہاء کرامؒ کا اختلافِ رائے اور طریقہ ہائے استدلال بیان فرماتے ہیں۔[29]

3۔ علم اسماء الرجال اور رواۃِ حدیث کا تعارف:

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کو اسماء الرجال میں خوب مہارت حاصل تھی، اس لئے آپ دورانِ درس طلباء کو اسماء الرجال سے متعارف کراتے اور راویانِ حدیث کے احوال تفصیل سے بیان فرمایا کرتے تھے، نیز چونکہ آپ نے اسلامی دنیا کے اکثر تاریخی مقامات کی زیارت کی تھی اس لئے جن راویوں کی مزارات پر آپ حاضری دے چکے ہوتے وہاں کے چشم دید واقعات بھی بیان فرماتے۔ جو طلبہ کی توجہ حاصل کرنے، ذوق و شوق پیدا کرنے اور ان کی یکسوئی کا بھی باعث ہوتا تھا۔ مثلاً قتیبہ بن سعیدؒ[30] کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ امام ترمذی کے استاد ہیں، خراسان کے محدث ہیں، اور امام مالک کے شاگرد ہیں۔ ابن ماجہ کے علاوہ تمام اصحابِ صحاح نے ان کی روایتیں نقل کی ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ امام ترمذی نے اپنی کتاب ترمذی شریف میں پہلی روایت ان کے حوالے سے ذکر کی ہے، قتیبہ بن سعید افغانستان کے علاقے بغلان کے رہنے والے تھے، اور وہیں پر مدفون ہیں۔[31]

اسی طرح سنن ترمذی کے ایک راوی ہناد[32] کے تعارف میں فرمایا کرتے تھے:

ہناد سے مراد ہناد ابن السری ہے اور یہ راہب الکوفہ کے لقب سے جانے جاتے تھے کیونکہ انہوں نے نہ شادی کی تھی اور نہ باندی رکھی تھی، صرف اور صرف عبادت اور احادیث کی اشاعت میں مصروف رہتے تھے۔[33]

4۔ دیگر کتب کا تعارف اور ان کی خصوصیات کا بیان:

مولانا شیر علی شاہؒ زیرِ درس کتاب کے علاوہ دیگر مختلف اہم اور مفید کتب کا تعارف کرواتے، تاکہ طلباء کو ہر فن کی اہم اور بنیادی کتابوں کا علم ہو۔ درس میں جب کسی کتاب کا نام لیتے تو اس کی خصوصیات بھی بیان فرماتے۔ فقہ حنفی کی مشہور متن کنزالدقائق کے بارے میں فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کی ایک بہترین اور مفید کتاب ہے، جس کے اندر مختصر عبارت میں بہت سے مسائل کا بیان ہے، لہٰذا ہر عالم کو یہ کتاب زبانی یاد ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس سے فقہی مسائل میں بصیرت حاصل ہوتی ہے۔[34]

6۔ نصیحت آموز اور دلکش واقعات:

اپنے شاگردوں کی تزکیہ و اصلاح اور تشحیذِ ذہن کے لئے عبرت انگیز اور قیمتی واقعات بیان فرماتے کیونکہ مسلسل درس سے سامعین اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں، چنانچہ آپ اپنے سامعین کو مختلف قسم کے نصیحت آمیز واقعات سے تر و تازہ رکھتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے کئی کئی گھنٹوں پر مشتمل درس میں بھی طلباء آخر تک اہتمام سے شریک رہتے، اور کسی قسم کی پریشانی یا اکتاہٹ کا شکار نہ ہوتے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام ابو یوسفؒ کی ذہانت اور علمیت کے واقعات اکثر بیان فرماتے۔ اسی طرح بلادِ اسلامیہ کا تعارف بھی کرواتے تھے، حلب کے بارے میں فرمایا کہ یہ شام کا آخری شہر ہے جس میں مکتبہ محمدیہ ہے، اس کے ساتھ ایک عظیم مدرسہ بھی تھا جس کا مہتمم اس مکتبہ کے لئے ہر قسم کی عمدہ کتابیں خرید کرایا کرتا تھا۔ اس نے ایک ہی دن میں طلباء کی فرمائش پر سولہ سو طلباء کی شادیاں کروائی تھیں۔ 600ھ میں تاتاریوں نے اس کتب خانے کے مالک کو قتل کیا تھا۔[35]

7۔ اتباعِ سنت اور ادعیہ ماثورہ کے اہتمام کی ترغیب:

آپ کا درس علمی و تحقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ اصلاحی و تربیتی بھی ہوتا تھا، چنانچہ دورانِ درس آپ طلباء کو اتباعِ سنت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ ادعیہ کے اہتمام کرتے اور انہیں اپنے روزمرہ کا معمول بنانے کی

ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔ نیز آپ علیہ السلام نے شرور، فتن، حوادث و مصائب سے بچنے کے لئے جو اوراد ارشاد فرمائے ہیں، ان کا بھی تذکرہ فرماتے۔

علامہ قاضی بدر الدین شبلی المتوفی 769ھ کی کتاب "آکام المرجان فی احکام الجانّ" کا تعارف کروایا اور جنات کے شر سے بچنے کے لئے چند طریقے بیان فرمائے۔ 1۔ أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا۔ 2۔ معوذتین پڑھنا۔ 3۔ سورۃ بقرہ کی تلاوت۔ 4۔ وضو کرنا اور نماز پڑھنا۔[36]

8۔ اختلافی مسائل میں راہ اعتدال:

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کی شخصیت اعتدال پسندی کا مظہر تھی، آپؒ امتِ مسلمہ کی وحدت کے لئے بے چین رہتے تھے، اور اختلافِ رائے رکھنے والوں کی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر نہیں اٹھاتے تھے؛ کیونکہ اختلافِ رائے ایک فطری امر ہے، آپ اپنے شاگردوں کو بھی اختلافی مسائل اور اختلافِ رائے کے وقت اعتدال اپنانے کا درس دیا کرتے تھے، کوئی بھی اختلافی مسئلہ ہو اس میں آپ نے کبھی بھی کسی کی تحقیر نہیں کی ہے۔ حیات الانبیاء اور سماعِ موتیٰ میں بعض لوگ غلو کا شکار ہو جاتے ہیں، نہ صرف ایک دوسرے کی تنقیص بلکہ بسا اوقات نوبت تکفیر تک پہنچ جاتی ہے، سماعِ موتیٰ کا مسئلہ چونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے اختلافی ہے، شوافع سماع کے قائل ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ سے اس سلسلے میں کوئی نص نہیں، اکثر علماء سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ بھی اس کے قائل ہیں۔
آپؒ اپنے شاگردوں کو اس میں تشدد اور غلو سے بچنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپؒ کا فرمان ہے:

> بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بعض علماء کرام نے حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ کو ایمان و کفر کا مسئلہ بنایا ہے، ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں، میں نے اپنے مشائخ کرام اور اساتذہ عظام میں یہ حد درجہ افراط و تفریط نہیں دیکھی تھی۔[37]

9۔ اکابر و اسلاف کا دفاع:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کے متعلق یہ عام خیال پایا جاتا ہے کہ آپ تشبیہ کے قائل تھے، جس کی بنیاد وہ عبارت ہے جو ابن بطوطہ کے سفرنامے میں مذکور ہے، جس میں ہے: "یَنْزِلُ کَنُزُوْلِي ھذا" یعنی جب آپ سے باری تعالیٰ کے نزول کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے منبر کی سیڑھی سے نیچے اتر کر کہا میرے اس اترنے کی طرح نزول فرماتے ہیں۔

مولانا شیر علی شاہؒ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات درست نہیں، جس کی دو وجہیں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ ابن بطوطہ کے سفر نامے میں یہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہؒ نے دمشق کی جامع مسجد میں منبر پر یہ بات کہی تھی حالانکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ ابن بطوطہ 9 رمضان 726ھ کو دمشق پہنچے ہیں اور علامہ ابن تیمیہؒ شعبان 726ھ کے اوائل کو دمشق کے قلعے میں قید ہو چکے تھے اور اسی حالت میں 20 ذی القعدہ 728ھ میں وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا محققین نے اس حکایت کو معتبر نہیں مانا ہے کیونکہ سفر نامہ ابن بطوطہ خود ابن بطوطہ کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ آپ کے شاگرد ابن جزی الکلبی نے مرتب کیا ہے وہ ابن بطوطہ کے حالات زبانی سن کر قلمبند کرتے تھے، اس وجہ سے اس سفر نامے میں بہت سی غلطیوں کا امکان ہے۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ اس موضوع پر علامہ ابن تیمیہؒ کی ایک مستقل کتاب ہے جس کا نام "شرح حديث النزول"[38] ہے۔ اور اس میں علامہ ابن تیمیہ نے "تشبیہ" کی سختی سے تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے:

> وليس نزوله كنزول أجسام بني آدم من السطح إلى الأرض، بحيث يبقى السقف فوقهم، بل الله منزه عن ذلك[39]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ کا مسلک اس باب میں بعینہ وہ ہے جو جمہور سلف کا ہے۔ یہ بات علامہ ابن تیمیہ پر الزام ہے درحقیقت وہ ایک بڑے عالم اور مجتہد کے درجہ میں تھے حکمرانانِ وقت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے ہوئے تھے اور آخر کار جیل میں فوت ہوئے، لیکن حیرت کی بات ہے کہ بہت سے علماء علامہ ابن تیمیہ سے متعلق عجیب عجیب تخیلات رکھتے ہیں۔[40]

10۔مذاہبِ اربعہ مع دلائل بیان کرنا:

مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ کو نہ صرف اپنے مسلک پر عبور حاصل تھا بلکہ مذاہبِ اربعہ اور ان کے دلائل آپ کو مستحضر تھے، چنانچہ آپؒ دروسِ حدیث بالخصوص سنن ترمذی کے درس میں ان کو تفصیلاً بیان فرماتے۔ مولانا سمیع الحق تحریر فرماتے ہیں:

> ائمہ اربعہ کے مذاہب بالتفصیل بیان فرما کر نہایت کشادہ دلی سے ان کے دلائل کا ذکر کرتے، لیکن کسی دوسرے امام یا فقیہ کی بے وقعتی یا اس سے تعصب برتنے کا شائبہ تک نہیں ہوتا تھا۔[41]

11۔ اصلاحِ معاشرت اور حقوقِ نسواں کی ترغیب:

مولانا شیر علی شاہؒ کی شخصیت عالمگیر اور درد دل رکھنے والی تھی، اس وجہ سے آپؒ کا درس ہمہ جہت ہوا کرتا تھا، آپؒ معاشرتی مظالم پر افسردہ ہوتے، اور دورانِ درس معاشرے میں ہونے والے مظالم اور برائیوں خصوصاً خواتین پر ہونے والے مظالم اور ان کی حق تلفیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ طلباء کو ان کی اصلاح کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ بعض لوگ بیٹیوں کے رشتے کے عوض پیسے لیتے ہیں، مہر والدین شادی سے پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں، اور لڑکی کو اس میں سے کچھ نہیں دیتے، آپ اس کی سختی سے تردید فرماتے اور شاگردوں کو معاشرے میں شعور و احساسِ ذمہ داری اجاگر کرنے کی تلقین فرماتے۔ اس بارے میں آپ نے مدینہ منورہ کا ایک واقعہ ذکر فرمایا کہ وہاں ایک شخص نے اپنی بیٹی کو ساٹھ ہزار ریال کے عوض فروخت کیا۔

اسی طرح عرب اور بعض غیر عرب اقوام میں بھی مغالات فی المہور کا مسئلہ عام ہے، یعنی لڑکی کا مہر بہت زیادہ مقرر کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ساری لڑکیاں نکاح سے محروم رہتی ہیں۔ آپؒ اس مسئلہ میں بھی راہِ اعتدال کی تعلیم دیا کرتے تھے، اور اس رسم بد سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔[43]

12۔ محاسنِ اسلام کا بیان:

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ احادیث کے درس اور مواعظ و خطبات میں دینِ اسلام کے محاسن اور فضائل کو نہایت عمدہ انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے، تاکہ لوگوں کے دلوں میں احکامِ اسلام کی عظمت بیٹھ جائے، اس ضمن میں آپ اسلامی احکام کے اسرار و رموز اور سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ان کے ظاہری فوائد بھی لوگوں کو بتاتے تھے، مثلاً ختنے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ اسلامی سنت ہے جو کہ بہت سارے فوائد کا حامل ہے، جیسے موجودہ حالات میں ایڈز کی بیماری بہت عام ہو چکی ہے، ڈاکٹروں نے بہت تحقیق کی کہ "ایڈز کا علاج کیا ہے؟" چنانچہ بی بی سی نے ایک رپورٹ میں یہ میڈیکل کی یہ رپورٹ پیش کی کہ جدید تحقیق کے مطابق ایڈز کا اہم علاج ختنہ کرنا ہے۔ لہٰذا ختنہ کرانے سے ایڈز کی روک تھام ہو سکتی ہے۔ اس بارے میں اپنا ایک واقعہ ذکر فرمایا کہ ایک ہندو بیمار ہو گیا کئی ڈاکٹروں سے علاج کروائے مگر ناکام، ایک مسلمان ڈاکٹر کے پاس آیا، ڈاکٹر نے بتایا کہ علاج ہو گا لیکن علاج کیلئے آپریشن کی ضرورت ہے، اس نے کہا، "چلیں آپریشن کریں، چنانچہ اس نے اس کا ختنہ کرایا جس سے وہ بالکل صحیح ہو گیا، اس نے ڈاکٹر سے پوچھا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ اسلام کا ایک اہم

مسئلہ ہے جب بچہ پیدا ہو تو اس کا ختنہ کرو، اس نے اسلام قبول کیا اور کہا کہ "اسلام ایک ایسا آفاقی مذہب ہے جس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت و فلسفہ ضرور مضمر ہوتا ہے۔[43]

13۔ متن حدیث کی تشریح اور صرفی ولغوی تحقیقات

مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ احادیث کے درس میں سند حدیث کی تحقیقات کے ساتھ احادیث کے متون کی بھی دلنشین تشریح کرتے، جس سے حدیث کا معنیٰ اور اس کی مراد واضح ہو جاتی اور الفاظِ حدیث کی توضیح ہو جاتی، اس ضمن میں آپؒ احادیث میں وارد مشکل عبارات کی ترکیبی حیثیت کے ساتھ ساتھ مشکل الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق فرماتے۔ جس کی وضاحت ذیل کی مثال سے ہو جاتی ہے، مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

> رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:
>
> إذا توضأ العبد المسلم، أو المؤمن، فغسل وجهه خرجت من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينيه مع الماء أو مع آخر قطر الماء[44]
>
> حرف او عموماً دو قسم پر آتا ہے کبھی تشکیک کے لئے آتا ہے اور کبھی تنویع کے لئے۔ جب تشکیک کے لئے ہو تو مطلب ہوتا ہے کہ روایت کرنے والے کو شک ہے۔ تنویع کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں قسم کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں گویا اس طرح دو قسمیں بیان ہوئی ہیں۔
>
> فغسل کے فاء میں دو احتمالات ہیں یا فاء تعقیبیہ ہے یا فاء تفصیلیہ ہے۔ اگر فاء تعقیبیہ ہو تو مطلب یہ ہو گا "اذا اراد المسلم او المومن الوضوء" کیونکہ پہلے ارادہ ہوتا ہے اس کے بعد غسل وجہ (منہ دھونے کا عمل) ہوتا ہے۔ اور اگر فاء تفصیلیہ ہو تو پھر توضا اپنے معنیٰ حقیقی پر محمول ہو گا۔

اسی حدیث میں ایک لفظ "خرجت" آیا ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں کئی احتمالات ہیں:

> 1: خرجت بمعنیٰ غُفِرَت ہے۔ کیونکہ گناہ اعراض میں سے ہیں اور اعراض کا خروج نہیں ہوتا بلکہ خروج تو جواہر کا ہوتا ہے۔
>
> 2: خرجت اپنے معنیٰ پر ہے کیونکہ علماء فرماتے ہیں کہ عالم تین طرح کے ہیں: عالم ارواح، عالم مثال، عالم شہادت۔ ہم جو اعمال کرتے ہیں وہ عالم مثال میں مصور ہوتے ہیں اس اعتبار سے یہ جواہر بن گئے۔

3: یا اس کا معنیٰ ہے: خرج اثرھا یعنی گناہ کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔[45]

دروسِ حدیث کے فوائد و ثمرات:

مولانا شیر علی شاہؒ نے حدیث کے جو دروس دیے ان سے درج ذیل فوائد حاصل ہوئے:

(1) قرآن و سنت میں مہارت رکھنے والی اور اس دین متین کی اشاعت و حفاظت کرنے والی ہزاروں شخصیات پیدا ہوئیں۔

(2) قرآن و سنت کی صحیح تعبیر و تشریح امت کے سامنے آئی۔

(3) بدعات و خرافات اور مختلف غیر شرعی رسوم کا خاتمہ ہوا۔

(4) امتِ مسلمہ میں سیرتِ طیبہ کو اپنانے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کے شب و روز گزارنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

(5) بہت سے مسلمانوں کے اذہان سے مستشرقین و مستغربین کے اوہام اور شکوک و شبہات کا ازالہ ہوا۔

خلاصہ و نتائج بحث

1۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کے خاندان نے قابل قدر علمی، دینی و ملی خدمات انجام دی ہیں۔

2۔ مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ نے دینی تعلیمات کے حصول اور نشر و اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا دیا تھا۔

3۔ پاکستان کے دینی مدارس و جامعات اور معروف اہل علم سے استفادہ کے بعد آپؒ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے مزید تعلیم و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا اور تفسیر میں ایم فل و پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

4۔ مولانا شیر علی شاہؒ کے بلند علمی و تحقیقی مقام کا یہ واضح ثبوت ہے کہ پی ایچ ڈی میں آپ نے جامعہ اسلامیہ سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔

5۔ آپؒ نے نصف صدی سے زیادہ قرآن و حدیث اور دیگر علوم و فنون کی تدریس کی۔

6۔ آپؒ نے پاکستان میں چوٹی کے مدارس جیسے جامعہ دار العلوم کراچی، جامعہ عربیہ احسن العلوم، جامعہ منبع العلوم اور دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ہزاروں طلباء کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے روشناس کرایا۔

7۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ نے سرزمین حجاز میں بھی دعوتی و تدریسی فرائض انجام دیتے ہوئے مسجدِ نبوی ﷺ میں دو سال تک قرآن کریم کا درس دیا۔

8۔ آپؒ کا تدریسی منہج عام فہم، آسان، تحقیقی اور علمی تھا، جو علوم اسلامیہ کے مدرسین کے لئے بہترین راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج:5، ص: 34

2 قافلہ حق، طلبہ دورہ حدیث، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک 2015، ص:45

[3] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:7

(مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے اپنی سوانح حیات کا ضروری حصہ ایک رجسٹر میں لکھا ہے، جو غیر مطبوعہ ہے۔ اس آرٹیکل میں جہاں بھی "خودنوشت سوانح حیات" کا ذکر ہے اس سے مراد یہی رجسٹر ہے۔)

[4] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:8

[5] مجلس احرار کی بنیاد چودھری افضل حق کی صدارت میں 29 دسمبر 1929ء کو رکھی گئی تھی، اور اس کے پہلے صدر امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری منتخب کئے گئے، اس کا مقصد باطل عقائد و نظریات کی علمی تردید اور عوام کو حکمت کے ساتھ ہر قسم کے فتنوں سے آگاہی فراہم کرنا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سوانح و افکار، شورش کاشمیری، مطبوعات چٹان، 88 میکلوڈ روڈ، لاہور، س ن، ص 91

[6] عنایت اللہ مشرقی 25 اگست 1888ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے، آپ کے والد خان عطا محمد خان سرسید احمد خان کے قریبی دوست تھے۔ آپ کو دیگر فنون کے علاوہ ریاضی میں خصوصی مہارت حاصل تھی، آپ کچھ عرصہ اسلامیہ کالج پشاور کے پرنسپل رہے، 1930ء میں آپ نے خاکسار تحریک کی بنیاد رکھی، آپ کی معروف تصانیف میں ارمغان حجاز، مولوی کا غلط مذہب، قول فیصل اور حدیث القرآن ہیں، آپ 1963ء کو انتقال کر گئے۔ (دائرہ المعارف، عنایت اللہ خان مشرقی، ج:17، ص:303)

آپ احادیث کو قرآن کی تفسیر کے لئے ماخذ نہیں مانتے تھے، اس کے علاوہ فرشتوں کے وجود اور قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کے قائل بھی نہیں تھے۔ آپ کے عقائد و نظریات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تذکرہ، علامہ عنایت اللہ مشرقی، طبع 12، لاہور، علامہ ٹرسٹ، 1980ء

[7] مولانا سمیع الحق، دارالعلوم کے اولین اراکین کا تذکرہ، ماہنامہ الحق شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر، ج:28، شمارہ 6، مارچ 1993ء، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ص:1038

[8] کاروان حقانیہ، مرتب حافظ ظفر زمان حقانی، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، س ن، ص:33

[9] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:7

[10] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:11

[11] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ پشاور، طبع دوم، اپریل 2014، ص:33

[12] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:1

[13] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ پشاور، اپریل 2014، ص:34، 33

[14] ایضاً ص:35

[15] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:1

[16] کاروان حقانیہ، شرکاء دورہ حدیث، المعراج کمیٹی 2007، ص:46

[17] قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:1

[18] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ پشاور، طبع دوم، اپریل 2014، ص:41

[19] کاروان حقانیہ، مرتبین شرکاء دورہ حدیث، المعراج کمیٹی من ۲۰۰۷ء، ص:۴۹

[20] مکاتیب مشاہیر، مولانا سمیع الحق، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جون 2011ء، ج:1، ص:316

[21] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ پشاور، طبع دوم، اپریل 2014، ص:27

[22] مسودہ خود نوشت سوانح حیات، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ، ص:163

[23] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ، اپریل 2014، ص:45

[24] مسودہ خود نوشت سوانح حیات، غیر مطبوعہ، ص:2

[25] تقریظ تقریر المدنی، مولانا سمیع الحق، مکتبہ موتمر المصنفین، اکوڑہ خٹک، ص:20

[26] زاد المنتهى، الدكتور شير علي شاه، مكتبة ابي هريرة، نوشهره، س ن. الصفحة الاخيرة بدون رقم

[27] روشن چراغ، مفتی غلام الرحمٰن، پشاور، العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ، 1435ھ، ص:106

[28] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ، اپریل 2014، ص:47تا53

[29] ایضاً ص:54تا56

[30] قتیبہ بن سعید بغلان کے رہنے والے تھے، لیث بن سعد، بکر بن مضر، امام مالک، سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن جعفر، عبد العزیز بن ابی حازم اور سفیان بن عیینہ سے احادیث روایت کی ہیں، امام بخاری نے صحیح بخاری میں آپ کی مرویات ذکر کی ہیں۔ آپ بدھ کی شب شعبان 240 ہجری کو بانوے (92) سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ التاريخ الكبير، الحافظ إمام الدنيا أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجعفي البخاري(256هـ) مطبعة الدائرة العثمانية بحيدرآباد الدكن الهند، 7/ 195. و ايضاً رجال صحيح البخاري، أحمد بن محمد بن الحسين بن الحسن، أبو نصر البخاري الكلاباذي (المتوفى : 398هـ)، دار المعرفة، بيروت، الأولى ، 1407، 2/ 625

[31] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ، اپریل 2014، ص:57

[32] آپ کا پورا نام ہناد بن سری بن مصعب تمیمی، دارمی ہے، آپ کی پیدائش 152 ہجری کو ہوئی۔ آپ کی معروف کتاب "الزہد" ہے۔ (سير أعلام النبلاء، الامام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي المتوفى 748 هـ ، الطبعة التاسعة 1413 هـ ، مؤسسة الرسالة، بيروت ، ج:11 ، ص: 465)

آپ بہت زیادہ عبادت گزار تھے، راہب الکوفہ کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کی وفات ربیع الثانی 243 ہجری کو اکانوے سال کی عمر میں ہوئی۔ (تذكرة الحفاظ، محمد بن أحمد بن عثمان الذهب ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى 1419هـ ج: 2 ، ص: 70)

[33] تقریر المدنی علی جامع الترمذی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ، مکتبہ موتمر المصنفین، اکوڑہ خٹک، ص:59

[34] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ، اپریل 2014، ص:60

[35] ایضاً ص:61

[36] ایضاً ص:62

[37] ایضاً ص:105

[38] شرح حدیث النزول علامہ ابن تیمیہ کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے حدیث نزول (ینزل ربنا کل لیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر) کی جامع تشریح فرمائی ہے اور سوالات کے جوابات دیتے ہوئے تنقیح کی گئی ہے۔ یہ کتاب پانچویں دفعہ 1977ء میں المکتب الاسلامی بیروت سے ایک جلد میں شائع ہو چکی ہے۔

[39] شرح حديث النزول، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ)، المكتب الإسلامي، بيروت، لبنان، الطبعة الخامسة، 1397هـ/1977م، ص:66

[40] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، سعید الحق جدون، مکتبہ رشیدیہ، اپریل 2014، ص:166

[41] تقریظ تقریر المدنی علی جامع الترمذی، مولانا سمیع الحق، مکتبہ موتمر المصنفین، اکوڑہ خٹک، ص:20

[42] مولانا سید شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں، ص:84

[43] ایضاً ص:117

[44] سنن الترمذي، محمد بن عيسى، مطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ط 2، 1395 هـ ج1، ص7

[45] تقریر المدنی علی جامع الترمذی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ، مکتبہ موتمر المصنفین، اکوڑہ خٹک، ص:65

★ ★ ★